© rasailojaraid.com

تالیف و ترجمہ :- قاضی محمد رویس خان ایوبی

عدالتی تحفظات اسلام کی نظر میں (۹)

بحث اول :- قاضی کی تقرری کی شرائط

قاضی کی تقرری کے لیئے مقرر کی گئی شرائط جن پر فقہاء کا اتفاق ہے' درج ذیل ہیں۔

پہلی شرط :- قاضی / جج کا بالغ ہونا ضروری ہے۔ بلوغ کے معنی ہیں پہنچنا۔ قرآن کریم میں ارشاد باری تعالی ہے **فاذا بلغن اجلھن** "اور جب خواتین اپنی مقررہ مدت کو پہنچ جائیں"۔ (۱) اور **بلغ الغلام ادرک** "بچہ پہونچ گیا یعنی باشعور ہو گیا' بالغ ہو گیا"۔ (۲) اصطلاح فقہ میں بلوغ کے معنی ہیں بچپنے کا خاتمہ اور جوانی کا آغاز علامہ کمال الدین ابن الھمام نے فرمایا **ھو انتھاء الصغر**۔ (۳) علامہ خرشی مالکی رحمہ اللہ فرماتے ہیں **ھو عبارۃ عن قوۃ تحدث فی الشخص یخرج بھامن حال الطفولیۃ الی غیرھا** "بلوغ کا مطلب یہ ہے کہ انسان میں ایسی قوت پیدا ہو جائے جس کی وجہ سے وہ بچپنے سے نکل جائے" (۴)

فقہاء کرام کا اتفاق ہے کہ بچہ قاضی / جج نہیں بن سکتا اور بلوغ قاضی / جج کی تقرری کے لیے شرط ہے۔ ان حضرات کی دلیل یہ ہے کہ حدیث میں آیا ہے۔ **تعوذوا باللہ من راس السبعین وامارۃ الصبیان**۔ "سنہ ۸ ھج کے آغاز اور لونڈوں کی سربراہی سے پناہ مانگو" (۵)

وجہ استدلال :- (الف)- پناہ ہمیشہ شر سے مانگی جاتی ہے اس حدیث مبارکہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بچوں کے اقتدار سے پناہ طلب فرمانیکا حکم دیا ہے چونکہ منصب قضا ایک اعلی باوقار منصب ہے اس لیئے اسلامی ریاست میں اسے ناسمجھ اور نابالغ بچوں کے سپرد نہیں کیا جاسکتا۔

(ب)- بچہ گواہ نہیں بن سکتا لہٰذا وہ قضاء کا اہل نہیں ہے کیونکہ اہلیت قضاء کے لیئے اہلیت شہادت کا ہونا ضروری ہے جو شہادت کا اھل نہیں وہ قضاء کا اھل نہیں ہو سکتا۔ (۶) یہی وجہ ہے کہ فقہاء نے بلوغ کی اہمیت کے پیش نظر علامات بلوغ پر مفصل بحث کی ہے۔ چونکہ بلوغ کی بعض علامات پر علماء کا اتفاق ہے اور بعض کے بارے میں اختلاف ہے۔ اس لیئے بحث کو جامع اور مفید بنانے کے لیئے حاشیہ میں علامات بلوغ ذکر کیا جارہا ہے۔ (۷)

(ج)- بچہ چونکہ شرعا مکلف نہیں اور خود اپنے معاملات میں کوئی اختیار نہیں رکھتا تو دوسروں کا ولی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کس طرح مقرر ہو سکتا ہے۔ دیگر احکام شرعیہ بھی بچے پر نافذ نہیں ہوتے لہٰذا وہ فیصلہ کرنے کا مجاز بھی نہیں۔ حتیٰ کہ بچہ بیوی کو طلاق تک نہیں دے سکتا۔ اگر اس سے طلاق دلوائی جائے تو واقع نہیں ہوتی۔

دوسری شرط :- قاضی / جج کا عاقل ہونا ضروری ہے لہٰذا کوئی پاگل دیوانہ مخبوط الحواس جج کے عہدے پر فائز نہیں ہو سکتا عقل کا لغوی معنی تدبر اور سوچ بچار ہے۔ فیومی فرماتے ہیں کہ عقل حجر اور نہی کو کہتے ہیں کیوں کہ صاحب عقل کو عقل ارتکاب قبیح سے روکتی ہے۔ جرجانی فرماتے ہیں عقل عقال بعیر سے ماخوذ ہے عقال اس رسے کو کہتے ہیں جس سے اونٹ باندھا جاتا ہے جس طرح عقال (رسہ) اونٹ کو بھاگنے سے روکتا ہے اسی طرح عقل انسان کو سیدھی راہ سے ہٹنے سے روکتی ہے۔ عرب سر پر جو رومال رکھتے ہیں اس پر گول کڑا نما رسہ رکھتے ہیں اسے بھی عقال کہا جاتا ہے کیونکہ وہ رومال کو گرنے سے اور ادھر ادھر ہونے سے بچاتا ہے۔ فلاسفہ کے نزدیک عقل جوہر مجرد کو کہتے ہیں جو غائب اشیاء اور مفاہیم کو وسائل کی مدد سے معلوم کرتا ہے اور محسوسات کا مشاہدہ کرتا ہے۔ (۸) علامہ ابن عابدین فرماتے ہیں عقل ایسے جوہر کا نام ہے جو قبیح افعال و اشیاء سے روکے۔ (۹) تمام فقہاء کا اس امر پر اتفاق ہے کہ احکام شرعیہ کے وجوب کے لئے عقل ضروری ہے اور مجنون کے لیئے تمام شرعی احکام موفوع ہیں وہ مکلفین میں شامل نہیں ہے لہٰذا غیر مکلف قضاء کا اھل بھی نہیں بناء برین مجنون' (۱۰) اور مخبوط الحواس کو قاضی مقرر کرنا غلط ہے اسی طرح کم عقل اور بیوقوف انسان بھی قاضی نہیں بن سکتا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا **رفع القلم عن ثلاث عن الصبی حتی یبلغ و عن النائم حتی یستیقظ و عن المجنون حتی یفیق۔** "تین افراد مرفوع القلم ہیں یعنی ان سے کوئی حساب و کتاب نہیں لیا جائے گا۔ بچہ جب تک بالغ نہ ہو جائے' سویا ہوا جب تک بیدار نہ ہو جائے اور دیوانہ جب تک تندرست نہ ہو جائے"۔ (۱۱) **وجہ استدلال :-** پاگل بچہ اور سوئے ہوئے شخص کے کسی فعل پر مواخذہ نہیں ہو گا کیوں کہ دیوانہ پن اور بچپن اور حالت نیند میں یہ تمام افراد شرعی احکام کے مخاطب نہیں رہتے اور یہ سب غیر مکلف ہیں۔ اور غیر مکلف خود اپنی ذات کے بارے میں شرعی اختیارات کا مالک نہیں چہ جائیکہ ایسے فرد کو قانونی اختیارات سپرد کیئے جائیں۔ یہی وجہ ہے کہ سوتے ہوئے شخص کا کوئی عمل قانونی حیثیت نہیں رکھتا۔ کوئی پاگل یا بچہ کسی قسم کا معاہدہ نہیں کر سکتا اور نہ ہی ایسے معاہدات کی کوئی قانونی حیثیت ہے کیوں کہ اسلام نے ان کو ذمہ داری سے بری قرار دیدیا ہے۔ (۱۲)

احمد بن مرتضیٰ فرماتے ہیں **انعقد الاجماع علی عدم تولیتہ الصبی والمجنون۔** علامہ دردیر فرماتے ہیں۔ "عقل کی شرط صرف منصب قضاء ہی کے لیئے نہیں بلکہ یہ مکلف ہونیکی شرط ہے اس لئے اسے قضاء کے لیئے شرط قرار نہیں دیا جاسکتا کیوں کہ شرط تو اسے کہتے ہیں جو کسی ایک شئی سے مختص

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہو۔ (۱۳) بے وقوف اور کم عقل کو اس لئے منصب قضاء پر فائز نہیں کیا جاسکتا کہ وہ حق اور باطل میں تمیز کرنیکی صلاحیت سے بہرہ مند نہیں ہوتے۔ ماوردی فرماتے ہیں "عقل مطلق جس سے شرعی احکام انسان پر لاگو ہوتے ہیں منصب قضاء کے لیے کافی نہیں بلکہ منصب قضاء کے لئے ذہانت اور ہوشیاری دانائی اور قوت فیصلہ کا ہونا بھی ضروری ہے منصب قضاء پر ایسا شخص فائز کیا جائے جو ذہین ہو۔ سہو و نسیان سے مبرا ہو۔ واقعات و قرائن سے نتائج اخذ کرنیکی صلاحیتوں سے مالا مال ہو۔ مشکل حالات میں حوصلہ مندی تدبر اور حسن فکر سے کام لے۔" (۱۴)

ماوردی نے جنون کے تین احوال بیان کئے ہیں (الف). اس حد تک ہو کہ قضاء کے وقت بھی افاقہ نہ ہو ایسے شخص کو قاضی بنانا ناجائز ہے۔ (ب). کبھی کبھار دورہ پڑتا ہو لیکن اس دورے کے اثرات دیر پا ہوں ایسا شخص بھی قاضی نہیں بن سکتا۔ (ج). کبھی کبھار دورہ پڑتا ہو لیکن دورہ ختم ہونے کے بعد بالکل تندرست اور ذی عقل ہو جائے۔ اس میں علماء کی دو رائیں ہیں۔ ایک گروہ کی رائے یہ ہے کہ ایسے شخص کو بھی قاضی نہ بنایا جائے۔ دوسرے گروہ کی رائے یہ ہے کہ ایسے شخص کو قاضی مقرر کرنا جائز ہے اور دورہ جنون کو نیند اور اوقات آرام کے قائم مقام سمجھا جائے گا۔ (۱۵)

ماوردی نے جنون کی جو تقسیم کی ہے مجھے اس ضمن میں کوئی دلیل میسر نہیں ہو سکی اور نہ ہی ماوردی نے دورہ کے مریض کو قاضی بنانے کے متعلق کوئی دلیل پیش کی ہے میری رائے یہ ہے کہ جنون خواہ مستقل ہو یا دورہ کی شکل میں کبھی کبھار ہو' دونوں صورتوں میں ایسا شخص منصب قضاء پر فائز ہونیکا اہل نہیں کیوں کہ دورہ کا کوئی وقت مقرر نہیں ہوتا۔ قاضی / جج مقدمہ کی سماعت کر رہا ہو یا مقدمہ کا فیصلہ تحریر کر رہا ہو اور اسے دورہ پڑ جائے تو ظاہر ہے کہ ایسی حالت میں اس کا فیصلہ قابل عمل نہ ہو گا' اور یوں عدالتی نظام درہم برہم ہو جائے گا۔ لہٰذا راقم السطور کو ماوردی کی رائے سے اتفاق نہیں۔ جبکہ خود ماوردی کا کہنا ہے کہ بے وقوف اور کم عقل شخص کو جج نہیں مقرر کیا جاسکتا اور جج کے لئے صرف عقلمند ہونا کافی نہیں بلکہ اسے ذہین' حوصلہ مند اور جرات کا پیکر ہونا چاہیے۔ ان احوال میں دورہ جنون کے مریض کو منصب قضاء پر فائز ہونے کا اہل قرار دینا قابل فہم نہیں۔ رہا ماوردی کا یہ کہنا کہ دورہ جنون کے اوقات کو نیند اور اوقات آرام کے قائم مقام قرار دے دیا جائے گا تو یہ قیاس مع الفارق ہے۔ اسے کہتے ہیں پوچھی زمین کی' کہی آسمان کی۔ نیند ایک طبعی خصلت ہے اور نعمت خداوندی ہے۔ نیند مرض نہیں کہ جنون کے دورے کو اس پر قیاس کیا جائے۔ سویا ہو شخص بیدار کرنے سے جاگ جاتا ہے' اس کے حواس ٹھکانے ہوتے ہیں۔ جب کہ جس شخص کو پاگل پن کا دورہ پڑے' وہ جھنجوڑنے اور ہوش میں لانے سے ہوش میں نہیں آیا کرتا اور نہ ہی دیوانہ بیدار ہوتا ہے۔ لہٰذا ماوردی کی رائے ناقابل قبول ہے۔

ابن ابی الدم الحموی فرماتے ہیں "مجنون اور صبی کا حکم ایک ہے۔ بچپنا بلوغ سے قبل زائل نہیں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہو سکتا، اسی طرح جنون، عقل کامل کی واپسی سے قبل دور نہیں ہو سکتا۔ اور دورہ کے مریض کے بارے میں کچھ نہیں کہا جاسکتا کہ وہ کب ہوش میں آئے اور کب اسے دورہ پڑے گا"۔ اس لئے میری رائے میں دورہ کے مریض کو قاضی / جج مقرر کرنا جائز نہیں۔

تیسری شرط:۔فقہاء اسلام کا اس پر اتفاق ہے کہ جج / قاضی کے لیئے مسلمان ہونا ضروری ہے، جبکہ تنازعہ کے دونوں فریق یا ایک فریق مسلمان ہو۔ مسلمانوں کے مقدمات کے لئے کسی غیر مسلم کو جج مقرر نہیں کیا جاسکتا۔ ان حضرات نے قرآن مجید کی اس آیت مبارکہ سے استدلال کیا ہے۔ **ولن یجعل اللہ للکافرین علی المومنین سبیلا۔** "اور خداوند کریم نے کفار کو مسلمانوں پر کسی قسم کا اختیار نہیں دیا"۔(۱۶)

وجہ استدلال: لفظ "سبیلا" نکرہ ہے اور عربی زبان میں اگر نکرہ نفی کے سیاق میں استعمال ہو تو وہ عموم کا فائدہ دیتا ہے۔ لہٰذا ہر قسم کا اقتدار و اختیار کفار کے لئے مسلم ریاست میں ممنوع ہے۔ مشہور مفسر قرآن علامہ ابوالفضل شہاب الدین محمود آلوسی، روح المعانی میں فرماتے ہیں۔ "مطلب یہ ہے کہ خداوند کریم نے کفار کو اختیار کامل والے تمام مناصب سے محروم فرما دیا ہے"۔ (۱۷) لہٰذا کافر کسی بھی صورت میں ایسے منصب پر فائز نہیں ہو سکتا جس سے اس کو مسلمانوں پر حق حکمرانی حاصل ہو۔ چونکہ منصب قضاء بھی ولایت اور حکمرانی ہی کا ایک اہم حصہ ہے، اس لئے کافر جج بھی نہیں بن سکتا۔ نیز کافر کو اسلام کے بیان کردہ حلال و حرام کی کوئی تمیز نہیں نہ ہی اسے اسلامی قوانین اور احکام شرعیہ کا علم ہوتا ہے۔ نہ وہ ان کی اہمیت کو سمجھ سکتا ہے اور نہ ہی اسے خداوند کریم کے وضع کردہ قوانین کے نفاذ سے کوئی دلچسپی ہو سکتی ہے بلکہ اس کا کفر خدا اور رسول کے خلاف اعلان جنگ ہے۔ جو خدا کا باغی ہو وہ اسلامی قانون کا فرماں بردار کیسے بن سکتا ہے۔ لہٰذا مسلمانوں کے معاملات میں کسی کافر کو منصب قضاء پر فائز کرنا، اسلام کو منہدم کرنے کی سعی مذموم ہے۔ کافر جج کے فیصلے شرعاً ناقابل عمل اور ناقابل تسلیم ہیں۔ (جاری ہے)

* حوالہ جات *

(۱). البقرہ ۲۳۴- (۲). الصحاح للجوہری ۱۳۱۶/۴- المصباح المنیر ۶۳/۱- (۳). تکملہ فتح القدیر ۲۶۹/۹- (۴). الخرشی علی مختصر سیدی خلیل ۲۹۱/۵- (۵) مسند احمد ۳۲۶/۲- (نوٹ): اس حدیث کی تخریج نہیں کی گئی۔ انشاء اللہ اگلی قسط میں اسکی صحت و ضعف کے بارے میں تحریر کر دیا جائے گا۔ (مؤلف)- (۶). المہذب للشیرازی: ۲۹۱/۲- الخرشی علی مختصر سیدی خلیل: ۱۱۸/۴- (۷). **علامات بلوغ**: احتلام، انزال لڑکے اور لڑکی کے لئے مشترکہ علامات ہیں جبکہ حمل اور حیض صرف لڑکی کے لئے اور "احبال" لڑکے کے بالغ ہونے کی علامت ہے۔ احبال کے معنی ہیں حقوق زوجیت کی ادائیگی کی قوت جبکہ خاتون اس لڑکے سے حاملہ ہو جائے۔ کیونکہ اس صورت میں حمل انزال کی علامت ہے۔ یہ موقف حنفیہ کا ہے۔ زیر ناف بالوں کا اگنا بھی بلوغ کی علامات میں سے ہے۔ البتہ حنفیہ نے اسے علامات بلوغ میں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

شمار نہیں کیا۔
عمر: اگر بلوغ کی ظاہری علامات نہ پائی جائیں تو پھر عمر کی تحدید سے بلوغ کا تعین ہو گا۔ اس ضمن میں جمہور فقہاء نے پندرہ سال، بلوغ کی عمر مقرر کی ہے۔ جبکہ امام ابو حنیفہ اور امام مالک کے نزدیک عمر بلوغ لڑکے کے لئے ۱۸ سال اور لڑکی کے لئے ۱۷ سال ہے۔ بلوغ کے موضوع پر حسب ذیل کتب میں مفصل بحث ملاحظہ کیجئے۔ فتح الباری: ۱۲/۱۲۰- سنن ابن ماجہ: ۱/ ۲۰۴۱- ابوداؤد: ۴/ حدیث نمبر ۴۴۰۳، نیز کتاب الوصایا: ۳/۱۱۵- احکام القرآن ج حصاص: ۳/۳۳۱- احکام القرآن ابن عربی: ۳/۱۴۰۰- المبسوط سرخسی: ۲۴/۱۶۲- تبیین الحقائق: ۵/۲۰۳- فتح القدیر: ۹/۷۰- الفتاوی الھندیہ: ۵/۶۱- اللباب فی شرح الکتاب: ۲/۲۱- شرح مجلۃ الاحکام: ۲/۶۳۲- غرر الاحکام: ۲/۲۷۹- مواھب الجلیل: ۵/۵۹- البجیرمی علی الخطیب: ۳/۷۰- الخرشی علی مختصر خلیل: ۵/۲۹۱- کشاف القناع: ۱/۲۲۵- المغنی لابن قدامۃ: ۴/۵۱۳- مغنی المحتاج: ۳/۱۱۳- منہاج الطالبین حاشیہ قلیوبی: ۲/۳۰۰- الشرقاوی علی التحریر: ۲/۱۶۳- بلغۃ السالک الی اقرب المسالک: ۲/۱۴۰- (۸). التعریفات: ۱۵۲- (۹). رد المحتار علی الدر المختار: ۵/۸۹- تبیین الحقائق: ۵/۱۹۰- (۱۰). "مجنون" جس کی عقل بایں طرز زائل ہو جائے کہ وہ کسی بھی معاملہ میں عام انسانوں کی طرح نہ سوچنے کی صلاحیت رکھتا ہو اور نہ اچھے برے کی تمیز ہو۔ جبکہ "سفیہ" ایسے شخص کو کہتے ہیں جسکی سمجھ کم ہو اس میں حسن تدبیر کی صلاحیت مفقود ہو اور مضطرب امور کا حامل ہو۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ کیجئے: مجلۃ الاحکام العدلیہ، علی حیدر: ۲/۵۸۵- میزان الاصول: ۴۸- (۱۱). صحیح بخاری، باب لا یرجم المجنون: ۸/۲۱- سنن ابن ماجہ: ۱/۶۷۷، حدیث نمبر ۲۰۵۱- (۱۲). البحر الزخار: ۶/۱۱۸- (۱۳). شرح الصغیر للدردیر: ۱/۲۱۲- (۱۴). ادب القاضی: ۱/۲۶۰- (۱۵). ایضاً۔ (۱۶) سورہ نساء، آیت نمبر: ۱۴۱- (۱۷) روح المعانی، ۲/۱۷۵

ورلڈ اسلامک فورم کے زیر اہتمام مرکزی جامع مسجد گوجرانوالہ میں

ماھانہ فکری نشست

کا آغاز کیا جارہا ہے اس سلسلہ کی پہلی نشست ۲۲ اپریل ۹۳ء بروز جمعرات بعد از نماز عشاء منعقد ہو گی اور ورلڈ اسلامک فورم کے چیئرمین مولانا زاہد الراشدی دینی مدارس کے تعلیمی سال کے آغاز کے حوالہ سے

"دینی تعلیم کے مروجہ نظام کا جائزہ"

کے موضوع پر اظہار خیال کریں گے انشاء اللہ العزیز

صلائے عام ہے یاران نکتہ داں کے لیئے

© rasailojaraid.com